Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ، ۳۱ ظہور ۱۳۶۸ہش، ۳۱ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۹۸

احمدیہ اخبار

احمدیہ جماعت یو۔کے کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد جو دوست واپس پاکستان تشریف لائے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت سے ہیں اور پاکستانی احباب کو محبت بھرا سلام کہتے ہیں۔ احباب کرام حضور انور کے تمام دینی مقاصد میں کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کا دورۂ فجی

توحیدِ باری پر ایمان کا تقاضا ہے کہ انسانوں میں بھی وحدت قائم کیجائے

طلباء فجی کا مستقبل ہیں، وفادار شہری بنیں اور متحد رہیں

فجی کے صدر اور وزیر اعظم سے ملاقات ⊙ ڈنر میں متعدد وزراء کی شمولیت

فجی میں مختلف استقبالیہ تقاریب سے سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب

۱۱ جولائی ۱۹۸۹ء کو سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریباً ۴ بجے صبح ناندی ایئرپورٹ پر ورود فرما ہوئے جہاں پر مکرم عبدالعزیز صاحب شاہد امیر و مربی انچارج فجی اور دیگر احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا وی۔آئی۔پی لاؤنج میں کچھ دیر قیام کے بعد حضورِ انور مکرم مبارک احمد خان صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں آپ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ تقریباً سوا پانچ بجے حضورِ انور بیت اقصیٰ ناندی میں نمازِ فجر پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے حضورِ انور نے بیت الذکر میں موجود احباب جماعت کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا۔ بعد ازاں نماز فجر پڑھائی

ساڑھے آٹھ بجے حضورِ انور کی معیّت میں تمام افراد قافلہ کاروں کے ذریعہ فجی کے دارالحکومت سووا (SUVA) کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں حضور ایدہ اللہ کے قیام کا انتظام بیت فضلِ عمر سے ملحقہ مشن ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ تقریباً گیارہ بجے قافلہ بخیریت سووا پہنچا۔ احباب جماعت نے پُرجوش نعروں کے ساتھ حضورِ انور کا استقبال کیا۔ احمدیہ سکول کے طلباء صدسالہ جوبلی کے علامتی نشان والے خوبصورت جھنڈے ہاتھوں میں لئے سڑک کے دونوں طرف کھڑے اھلاً و سھلاً و مرحبا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔ حضورِ انور نے سڑک پر ہی کار رکوا کر سب بچوں کو سلام کیا اور پھر مشن ہاؤس میں موجود تمام افراد کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ ساڑھے بارہ بجے نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئی۔ تقریباً تین بجے دوپہر کے کھانے پر تین وزراء صاحبان مدعو تھے۔ جن میں وزیرِ مواصلات، وزیرِ اطلاعات اور وزیرِ صنعت نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور بے تکلف ماحول میں باہمی دلچسپی کے مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ حضورِ انور نے ہر سہ وزراء کرام کو صدسالہ جوبلی کے علامتی نشان والے ڈیسک سیٹ اور اپنی تصنیف "مرڈر ان دی نیم آف اللہ" تحفۃً پیش کی۔ جسے انہوں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا۔

اڑھائی بجے صدر مملکت فجی سے ان کے ذاتی محل میں ملاقات ہوئی، حضور انور نے چاندی کی ایک پلیٹ اور اپنی تصنیف "مرڈر اِن دی نیم آف اللہ" صدر مملکت کو اپنے دستخطوں کے ساتھ پیش کی۔ ساڑھے تین بجے فجی کے وزیر اعظم صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی، انہوں نے حضور ایدہ اللہ کو فجی تشریف لانے پر خوش آمدید کہا۔ انہیں بھی حضور نے چاندی کی ایک پلیٹ اور اپنی کتاب اپنے دستخطوں کے ساتھ تحفۃً پیش کی۔ جناب وزیر اعظم صاحب نے بھی اپنے دستخطوں کے ساتھ فجی کے متعلق ایک نہایت خوبصورت باتصویر کتاب حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔ وزیرِ داخلہ کے ساتھ ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ جناب آنریبل منسٹر نے حضور کی آمد پر آپ کو خوش آمدید کہا، اور باہمی دلچسپی کے مختلف امور پر گفتگو ہوئی۔ حضور نے ان ملاقاتوں میں فجی قوم کی وسعت قلبی اور رواداری کی پالیسی کو سراہا۔ شام ساڑھے پانچ بجے بیت فضلِ عمر میں مجلس عرفان کا آغاز ہوا۔ اس میں مختلف احباب نے حضور ایدہ اللہ سے سوالات کئے، حضور نے ان کو تسلّی بخش جوابات عنایت فرمائے، یہ مجلس تقریباً سات بجے تک جاری رہی، سات بجے نماز مغرب و عشاء ہوئی، بعد ازاں مشن ہاؤس کے احاطہ میں ہی ایک ڈنر کی تقریب ہوئی،

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جو مکرم حافظ احمد جبرائیل صاحب مربی طوالو نے کی، تلاوت کے بعد مکرم منشی طاہر حسین صاحب نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا، قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد صدر صاحب جماعت سووا نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا، حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ توحید باری پر ایمان کا تقاضہ ہے کہ انسانوں میں بھی وحدت قائم کی جائے، حضور کے عارفانہ خطاب سے تمام حاضرین بے حد محظوظ ہوئے، کئی لوگوں نے حضور انور کے خطاب کی کیسٹ حاصل کرنے کی خواہش

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۱ ظہور ۱۳۶۸ ہش ۔ ۳۱ ، اگست ۱۹۸۹ء

فیوضِ جاریہ

محنت کے عوض اس کا معاوضہ مل جائے تو بات ختم سمجھی جاتی ہے۔ ایک شخص نے آپ کیلئے کچھ کام کیا، آپ نے اسے اس کام کا محنتانہ دے دیا۔ اور آپ نے اسے چلتا کر دیا۔ لیکن اگر کوئی شخص آپ کیلئے کام کرے اور اپنا محنتانہ لینے کے بعد بھی آپکی مرضی کیمطابق آپ سے اسے کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہے تو وہ کتنا خوش ہوگا اور اپنے آپ کو کتنا خوش نصیب سمجھے گا۔ ملازمت شروع کرتے وقت لوگ کوشش کرتے ہیں کہ پنشن والی ملازمت ہو تاکہ جب وہ اپنی خدمت کا عرصہ پورا کرلیں تو پھر اسکے بعد کچھ نہ کرنے پر بھی انہیں کچھ نہ کچھ ملتا رہے اور ان کی زندگی کا سہارا بن کر انکے آرام کا باعث ہو۔

اگر ہم کوئی ایسا کام کریں جس کا محنتانہ بھی مل جائے اور پھر زندگی بھر اس کے علاوہ مزید بھی ہمیں کچھ ملتا رہے بلکہ قیامت تک ملتا ہی رہے تو یہ سودا کتنا اچھا ہوگا۔ ایسا تو کوئی اور سودا ہوگا ہی نہیں۔ اس سودے کی طرف حضرت امام جماعت احمدیہ نے یہ کہہ کر توجہ دلائی ہے۔ کہ خدا کیلئے جو قربانی دی جاتی ہے اس کا اجر (دنیاوی انداز میں بات کرنا ہو تو اسکا معاوضہ کہہ لیجیے۔ اگرچہ یہ کمتر بات ہے) قیامت تک ملتا رہیگا۔ اگر ہم اس بات کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہمارے دل اس یقین سے پُر ہو جائیں کہ بات واقعی درست ہے تو کون ہے جو خدا کی راہ میں قربانی دینے سے دریغ کرے گا یا جتنی بڑی سے بڑی قربانی وہ دے سکتا ہے اس سے کم پر راضی ہو جائے گا۔

یہ فیض اپنوں پر رحمتوں اور برکتوں کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے لئے عبرت کا سامان بن کر بھی سامنے آتا ہے اور یہ دونوں باتیں انتہائی تسکین کا باعث بن جاتی ہیں۔ ہمیں دعا یہ کرنی چاہیئے کہ اپنوں پر تو رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہیں اور جن کے لئے یہ عبرت کا سامان ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور ان کی تقدیر بھی بدل دے۔

قدم قدم پہ خداوند دوجہاں نے کہا
سفر تمہارا مبارک ہے تم ہو اہلِ خدا
تمہیں رہے گی اعانت ملائکہ کی نصیب
تمہارے سَر پہ رہے گی محبتوں کی رِدا

ابوالاقبال

لوگو آگ سے یوں مت کھیلو آگ جلانے والی ہے
ملک کے یہ حالات رہے تو آفت آنے والی ہے

اک دوجے کے بَیری بن کر امن کہاں سے لاؤ گے
یہ تو بات ایسی ہے سب کی نیند اُڑانے والی ہے

سب گھر پاکستان کے گھر ہیں لوگ ہیں اسکے شہری
دانشور بتلائیں تو یہ بات بھلانے والی ہے

ہاتھوں میں پٹرول کی بوتل نظریں ایک حویلی پر
یہ شخصیت ناری ہے یہ آگ لگانے والی ہے

آؤ تو یہ سوچ کے آؤ واپس جانا مشکل ہے
ہم جینا مرنا جانتے ہیں یہ جان تو جانیوالی ہے

بچّی کو میلی نظروں سے دیکھا تو پھر یہ دیکھو گے
ہر بچّی اپنی عزّت کو کس طرح بچانے والی ہے

یہ سچ ہے شرافت گونگی ہے اس گونگے پن کا کیا کہنا
اس گونگے پن کے سناٹے سے آہٹ آنیوالی ہے

خاموش رہے تو خاموشی سے ظلم کو بڑھتے دیکھا ہے
اب ظلم نہ ہو پائیگا کہیں یہ بات بتانے والی ہے

ہر حرف مرا انصاف کا پلّو کھینچ کے باتیں کرتا ہے
یہ بات مری ہر منصف کے دل کو برمانے والی ہے

یہ دل بھی نسیم اک وادی ہے یہ دھوپ میں تپتا رہتا ہے
رحمت کی گھٹا اب اس وادی پر مینہ برسانے والی ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

پاکستان میں خواندگی کی مہم

تعلیم روشنی ہے۔ علم نور ہے۔ اس روشنی سے زمین کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچنے۔ آسمانوں کی رفعتوں کو سر کرنے۔ اپنے اندر جھانکنے اور خالق حقیقی کو پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے یعنی قوم کو حصولِ علم کے لئے راستہ کے کٹھن ہونے۔ دشواریوں سے اٹا ہونے کے باوجود سعیٔ مسلسل کرتے رہنا چاہیئے یہی احساس تھا جس کے زیرِ اثر بانیٔ پاکستان نے پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے فوراً بعد جو اولین اہم کام کیا وہ آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس کا انعقاد تھا جس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تعلیم کو کس قدر اہمیت دی اس کانفرنس کی رپورٹ کے بعد کم از کم دس اور اہم رپورٹیں لکھی گئیں۔ ان کے علاوہ چار تعلیمی پالسیاں آئیں۔ جنہوں نے تعلیم کے فروغ کے لئے ۲۲۰۱ تجاویز پیش کیں۔ مگر اس وقت موضوع بحث ساری تجاویز نہیں بلکہ تعلیم کی سب سے ابتدائی شکل کے متعلق یعنی چند الفاظ پڑھنے اور لکھنے کی قابلیت جسے عرفِ عام میں خواندگی کہا جاتا ہے کچھ عرض کرنا ہے

تعلیمی پالیسیوں کے مطالعہ سے یہ بات تو عیاں ہے کہ ارباب اختیار کو اس بات کا احساس تو ہمیشہ رہا کہ ہمارے ہاں ابھی اندھیرے بہت ہیں کیونکہ علم کی شعاعیں ابھی محض ایک چوتھائی آبادی تک پہنچ پائی ہیں۔ اور ۷۴ فی صد افراد ابھی اس سے محروم ہیں۔ اگر پاکستان کو ایک گیند سے تشبیہہ دی جاتے تو خواندگی کے لحاظ سے اس کی شکل کچھ یوں نظر آئے گی۔

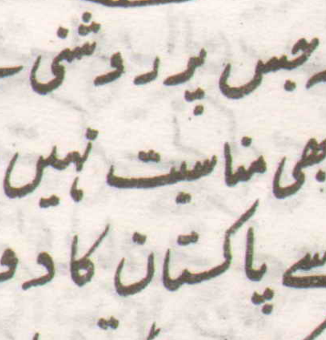

یعنی وہ حصہ جس پر روشنی ہے تاریک حصہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ اگر اس لحاظ سے پاکستان کا دوسرے ممالک سے موازنہ کیا جائے تو ہمارے دکھ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں کی ۲۶٫۱۷ فیصد شرحِ خواندگی کے مقابلہ میں ہندوستان اور ایران ہم سے کم از کم دس فی صد آگے ہیں۔ جبکہ سری لنکا میں شرحِ خواندگی ۷۷٫۶ فی صد اور فلپائن میں ۸۲٫۶ فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار چند سال پیشتر کے ہیں۔ اور یقیناً وہ ملک اس عرصہ میں مزید آگے نکل چکے ہونگے جب کہ ہماری یہ کیفیت ہے کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت ہماری شرح خواندگی ۱۶٫۴ فی صد تھی اور بیالیس سالوں میں ہم باوجود بے شمار نیک ارادوں اور نیک خواہشات کے اس میں بمشکل ۱۰/۱۱ فی صد اضافہ کر سکے ہیں۔ تاریکی مزید گہری ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ دیہاتی خواتین میں سے صرف ۷٫۳۳ فی صد خواندہ ہیں۔ بلوچستان کے اعداد و شمار مزید باعثِ پریشانی ہیں وہاں مجموعی طور پر ۴٫۳۸ فی صد خواندہ خواتین اور دیہی خواتین کا صرف ۱٫۷۵ فی صد خواندگی کے زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ صوبہ سرحد بھی کوئی خوش کن تصویر نہیں پیش کرتا۔ وہاں خواتین کی مجموعی خواندگی ۶٫۴ فی صد ہے اور دیہی خواتین کی ۳٫۸۲ فیصد ہے جو افسوسناک ہے علم کا سمٹنا اور جہالت کا پھیلاؤ پاکستان کا سب سے بڑا المیہ ہے جس کی طرف اس حد تک توجہ نہیں کی گئی جس کا یہ متقاضی تھا۔ خیال کیجئے کہ یہ کیسا معاشرہ ہے جس کے ۷۴ فی صد افراد تعلیم سے عاری ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم نے جہالت کے اندھیروں کو پھیلتے ہوئے دیکھا اور خاموش تماشائی بنے رہے، کیا ہم نے فروغ علم کے لئے طریق نہیں سوچے۔ منصوبے نہیں بنائے یا کوششیں نہیں کیں؟ نہیں بہت کچھ کیا گیا جیسا کہ آپ ملاحظہ کریں گے مگر نتائج وہ نہ نکلے جن کا ہم نے اپنی خوش فہمی میں تصور کیا۔ ہم نے بڑے بڑے حسین خواب دیکھے۔ اونچے اونچے ہدف مقرر کئے بے شمار فنڈ مہیا کئے اور قوم کو بڑی امیدیں دلائیں۔ مگر آج بھی وہی ڈھاک کے تین پات والا معاملہ ہے۔ آیئے دیکھیں کہ شرح خواندگی میں اضافہ کرنے کے لئے کیا کچھ کیا گیا۔

۱۹۵۹ء کی پالیسی نے اس بات کی صحیح نشان دہی کی کہ ناخواندہ افراد قوم کے تنزل کا باعث بنتے ہیں۔ اور پڑھے لکھے لوگ ہی ملکی ترقی کا ضامن ہو سکتے ہیں۔ اس کے پیشِ نظر مختلف پروگراموں کی سفارش کی گئی مثلاً ویلیج ایڈ (VILLAGE AID) کے پروگرام پر زور دیا گیا۔ جس میں تربیت اساتذہ اور خواندگی مراکز کا قیام شامل تھا۔ کمیونٹی سنٹر بنانے تجویز کئے گئے۔ جن میں ریڈیو رکھے جائیں اور جن کے لئے خصوصی ریڈیو پروگرام ترتیب دیئے جائیں۔ موبائل فلم وین (Mobile Film van) کے ذریعہ گاؤں گاؤں جا کے لوگوں کو فلم کے ذریعہ تعلیم دینے کے تجربہ کو اپنانے کے لئے کہا گیا۔ ایک اور دلچسپ طریق جس کی سفارش کی گئی وہ تھا سکول کے بچوں کو اپنے والدین کی تعلیم کا ذمہ دار ٹھہرانا۔ اس کے علاوہ سکولوں اور کالجوں کے طلباء سے توقع کی گئی کہ وہ موسم گرما کی تعطیلات میں تعلیم بالغاں کی مہم میں شریک ہوں گے۔ ایک اور پرانے پروگرام "ایک کو پڑھائے ایک" پر بھی زور دیا گیا۔ الغرض طریق تو بہت سے بتلائے گئے۔ مگر عمل درآمد کم ہی ہو سکا۔

۱۹۶۹ء کی پالیسی نافذ تو نہ ہو سکی لیکن اسکی تعلیم بالغاں سے متعلق سفارش ۱۹۷۲ء کی پالیسی میں شامل کر دی گئی۔ وہ یہ تھی کہ اٹھارہ سال یا اس سے زیادہ عمر کے نوجوانوں کو نیشنل لٹریسی کور (National Literacy Corps) میں شامل کیا جائے۔ جو جنگی بنیادوں پر خواندگی کی مہم میں شریک ہو کر جہالت کے خلاف ایک بھرپور وار کریں۔

۱۹۷۲ء کی پالیسی نے اسی پروگرام کو دہرایا۔ نوجوانوں کا ایک گروہ ترتیب دینے کی سفارش کی گئی جو اس اہم کام کو سر انجام دینے کا بیڑہ اٹھائے۔ ایک اور اچھی تجویز یہ تھی۔ کہ ملک میں خواندگی کے مراکز فیکٹریوں۔ سکولوں یونین کونسلوں اور دیگر مناسب جگہوں میں قائم کئے جائیں۔ آٹھ سال کے عرصہ میں دو لاکھ ۳۷ ہزار سینٹر قائم کرنے کی تجویز تھی۔ اندازہ لگایا گیا کہ اس طرح سے ایک کروڑ دس لاکھ افراد کے لئے علم کی شمعیں روشن کر کے نور ان تک پہنچایا جاسکے گا۔ ان مراکز میں ٹیلی ویژن۔ ریڈیو۔ چارٹ۔ ماڈل وغیرہ سے استفادہ کر کے پڑھائی کے طریق کو آسان اور دلچسپ بنانے کی سفارش کی گئی۔ یہ سب بڑی اچھی تجاویز تھیں لیکن ان پر عمل درآمد کس حد تک ہو سکا اسکا اندازہ خواندگی کے گراف کو تقریباً اپنی جگہ پر قائم رہنے سے لگایا جا سکتا ہے۔

۱۹۷۹ء کی پالیسی مرتب کرنے والوں کو تشویش یہ تھی۔ کہ پاکستان میں ہر سال پچیس لاکھ بچوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جن میں سے محتاط اندازے کے مطابق دس لاکھ بچے تعلیم سے محروم رہ کر ناخواندگی کی شرح میں مسلسل اضافہ کا موجب بنتے ہیں پھر اسی پہ بس نہیں۔ اس میں مزید ۳۰ لاکھ سالانہ کے حساب سے وہ بچے شامل کیجئے جو پہلی یا دوسری جماعت میں سے سکول چھوڑ کر پھر ان پڑھوں کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ گویا ۴۰ لاکھ بچے ہر سال ناخواندگی کی شرح میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس تشویشناک صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز کی گئیں:-

مساجد اور محلہ سکول بنائے جائیں جن کا ایک مقصد قرآن کریم ناظرہ پڑھانا ہو اور اس طریق سے یہ علم کی روشنی پھیلانے میں ممد ہوں۔ اس کے علاوہ تجویز کیا گیا کہ کم از کم دس ہزار خواندگی مراکز قائم کئے جائیں۔ کمیونٹی سنٹروں میں یونیسکو کے عطا کردہ دس ہزار ٹیلی ویژن سیٹ رکھے جائیں۔ ٹیلی ویژن کے پروگرام، جن میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اپنا خصوصی کردار ادا کرے، نشر کئے جائیں پالیسی کی ان تجاویز کے بعد ایکشن پلان نے کچھ اور تجاویز پیش کیں، صدر صاحب کے دس نکاتی پروگرام میں شامل یہ تجویز بھی تھی کہ طالب علم خواندگی کی مہم میں بھرپور کردار ادا کریں، توقع کی گئی کہ ان کے ذریعہ سے چار لاکھ ساٹھ ہزار افراد کو خواندہ بنایا جاسکے گا۔ پالیسی کی ایک بڑی سفارش خواندگی کمشن کا قائم کرنا تھا۔ جو کہ ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ کمشن نے مختلف پروگرام ترتیب دیئے ان میں سے ایک قومی خواندگی پروگرام (National Literacy Programme) تھا ایک بعد کی رپورٹ نے اپنے ہی پروگرام پہ تبصرہ کرتے ہوئے ذکر کیا کہ اس کے نتیجہ میں بمشکل ۲۰ ہزار لوگوں تک علم کی روشنی پہنچائی جاسکی۔ جب کہ فی طالب علم خرچ ۳۵۰۰ روپے ہوا۔ اس سکیم کی ناکامی کے بعد رومانیہ سے متاثر ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بوڑھے طوطوں کو پڑھانے کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے ۹ سے ۱۴ ، سال کے بچوں کو مدنظر رکھ کے ایک پروگرام ۔ Drop - in - Schools ترتیب دیا گیا ۔ مگر یہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہی تھا کہ کمشن کے چیئرمین کی تبدیلی سے اس پروگرام کے نام میں تبدیلی واقع ہوئی اور اسے نئی روشنی سکیم کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ ایک نہایت وسیع پروگرام تھا جس کے مطابق ۲۲ ، ہزار نئی روشنی سکولوں سے شروع کرکے چار سال کے عرصہ میں ان کی تعداد ۶۶ ، ہزار ہو جانی تھی ۔ اس پروگرام کے لئے ۳ ، ارب ۱۵ ، کروڑ تیس لاکھ روپے مختص کئے گئے اور یہ توقع کی گئی کہ اس کے نتیجہ میں ۱۲ لاکھ ۵۰ ، ہزار افراد تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو جائیں گے ۔ جس کے نتیجہ میں شرح خواندگی میں ۸ ، ۱ فی صد اضافہ ممکن ہوگا ۔ دوسرا پروگرام اقرا پائلٹ پراجیکٹ تھا جس میں پرانے نظریہ " ایک کو پڑھائے ایک " کو اس رنگ میں پیش کیا گیا کہ جو والنٹیئر رجسٹر شدہ اشخاص کو کمشن کے مقرر کردہ معیار کے برابر تعلیم دے گا اسے فی کس ایک ہزار روپے پیش کئے جائیں گے یعنی ایک فرد کو پڑھائیں اور ایک ہزار روپے وصول کریں ۔ یہ ایک انوکھا تجربہ تھا جس کے لئے ۶۰ ، ہزار ۹۵ ، اشخاص رجسٹر ہوئے ۔ ایک اور سکیم اس دور کے وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق کمیونٹی ویونگ سنٹرز قائم کرنا تھا ۔ جن کے لئے دس ہزار ٹیلی ویژن سیٹ بھی فراہم کئے گئے ۔

الغرض یہ تھا خواندگی کی مہم کے لئے کی گئی سکیموں کا ایک مختصر سا جائزہ جو غیر جذباتی انداز اور بغیر کسی ذاتی رائے کے پیش کر دیا گیا تاکہ مختلف ادوار کے ساتھ پورا پورا انصاف ہو سکے ۔ اب اہم سوال یہ ہے کہ اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد ۔ اتنی دماغ سوزی کے بعد اتنی بے شمار سکیمیں تجویز کرکے جن میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے تقریباً وہ سارے طریق جو خواندگی کی مہم کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ، شامل کر دیئے گئے ۔ نتیجہ کیا نکلا ؟ کیا شرح خواندگی میں معقول اضافہ ہوا ؟ ہمارے ہاں اعداد و شمار کا فقدان بھی ہے اور قابلِ اعتبار بھی نہیں اس لئے صحیح صورت حال تو واضح نہیں ہو سکتی لیکن یہ کافی حد تک وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہم خواندگی میں ۲۸ - ۲۷ ، فی صد سے آگے نہیں بڑھ پائے ۔ بلکہ بعض مقتدر ہستیوں نے تو اسے ۲۰ ، فی صد ہی گردانا ۔ مگر ہم اتنی یاسیت کا شکار نہیں ہوتے اور یہ خوش فہمی رکھتے ہیں کہ شاید ۲۸ ، فی صد تک پہنچ پائے ہیں مگر کیا اتنی بے شمار تجاویز اور اتنے بے بہا مصارف کے بعد ہم اسے تسلی بخش صورتِ حال قرار دے سکتے ہیں ۔

اگر ایسا ہے تو ع

بہ ایں عقل و دانش بباید گریست

مگر اہم سوال تو یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا ۔ اس ضمن میں اتنی بڑی ناکامی کیوں ؟ اس کی وجوہات تو بہت ہیں مگر اس مختصر مضمون میں (جو پہلے ہی مختصر نہیں رہا) صرف چند ایک کی نشاندہی کی جا سکے گی ۔

۱ ۔ ہماری تعلیمی پالیسیاں بدلتی رہیں مگر یہ تبدیلی کبھی بھی سائنسی اور منطقی عمل کے نتیجہ میں نہ ہوئی ۔ کبھی یہ نہ ہوا کہ پرانی پالیسی کا تجزیہ کیا گیا ہو یہ دیکھنے کے لئے کہ آخر پہلی تجاویز میں خرابی کیا تھی اور اصلاحِ احوال کیسے ممکن ہے یہ پالیسیاں " ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت " کا شکار ہوتی رہیں ۔ جو عمارت ایک نے ایستادہ کی ۔ بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ آخر اس میں نقص کیا تھا ۔ خامیاں کہاں تھیں اور کیا تدارک ممکن ہے ، دھڑام سے گرا دی گئی اور اپنے نام کا سنگِ بنیاد نصب کرنے کے شوق میں ایک نئی کھڑی کرنے کی کوشش کی گئی ۔ نئے تجربات کرنے کی دھن میں جن کے محرک اکثر درآمد کئے ہوئے خیالات تھے ، پرانی عمارات گرائی جاتی رہیں مگر پیشتر اسکے کہ نئی بھی اپنی تکمیل کے مراحل تک پہنچیں بلڈوزر پہنچ گیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی پالیسی میں نہ ربط رہا نہ تسلسل قائم رہ سکا ۔ بات ادھوری رہ گئی ۔ الٹ پلٹ زیادہ ہوا ۔ حاصل حصول بہت کم ۔

۲ ۔ سکیموں میں جہاں سوچنے والے دماغ شامل ہوتے ہیں ۔ وہاں ان کو عملی شکل میں ڈھالنے والے افراد کا بھی بہت بڑا حصہ ہوتا ہے ۔ مگر اکثر ہوتا یہ ہے کہ وہ جن پر عمل درآمد کرنے کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے وہ ان کی روح کو نہیں سمجھتے یا مخلص نہیں ہوتے یا دیانتداری سے عمل پیرا نہیں ہوتے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھی بھلی چیز کا حلیہ بگڑ جاتا ہے اور ناکامی ان سکیموں کا مقدر بن جاتی ہے ۔

۳ ۔ ہماری بیشتر سکیمیں عدم نگرانی کا شکار ہوئیں ۔ اگر کسی ایسی ایجنسی کا اہتمام کر لیا جاتا جو مسلسل جائزہ لیتی رہتی ۔ عملدرآمد کی رفتار کو دیکھتی ۔ پیش آمدہ دقتوں کا تدارک سوچتی اور بروقت اصلاحِ احوال کی کوشش کرتی تو ریل پٹڑی سے نہ اترتی ۔ مگر اکثر یا تو ایسی ایجنسی تشکیل نہ دی گئی یا نگرانی تساہل اور سرخ فیتہ کا شکار ہو گئی ۔

۴ ۔ یہ بہت کم سوچا گیا کہ ہمارے ہاں تعلیم بالغاں کے لئے کوششیں ناکام کیوں ہوئیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے ۔ کہ ہمارے معاشی حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہمارے بڑی عمر کے ناخواندہ اشخاص وہ وقت تعلیم پر صرف کریں جو کہ وہ کھیتوں میں ۔ فیکٹریوں میں یا دوکانوں میں صرف کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں ۔ ہماری معاشی بدحالی شائد حصولِ تعلیم کی " عیاشی " کی متحمل نہیں ہو سکتی ۔ پھر ناخواندہ حضرات کا یہ چبھتا ہوا سوال بھی جواب کا طالب رہا کہ اگر تعلیم بالغاں کے نتیجہ میں کچھ شُد بُد ہو بھی گئی تو آخر اس سے حاصل کیا ہوگا ۔ کیا یہ آمدنی میں اضافہ کا باعث ہو سکے گی ؟ اس کا خاطر خواہ جواب نہ دیا گیا نہ ہی بالغوں کے لئے کوئی ایسی ترغیب و تحریص رکھی گئی ۔ جس سے وہ اس کی طرف مائل ہو سکیں ۔

۵ ۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ تعلیم بالغاں (بڑے ۔ بوڑھوں کی تعلیم) ہمارے ہاں بوجوہ ممکن نہیں ۔ اسلئے اس پر بے بہا فنڈ ضائع کرنے اور ناکام سکیموں کا انبار لگانے کی بجائے ہمیں توجہ پرائمری تعلیم کی سہولیات بہم پہنچانے پر مرکوز کرنی چاہیئے اس طرح ہم اس چالیس لاکھ کی تعداد کو جس میں ہر سال تعلیمی سہولتوں کے فقدان اور دوسری وجوہ کی بنا پر اضافہ ہو رہا ہے ۔ نہ صرف روک سکیں گے بلکہ بتدریج کم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور خواندگی کی شرح میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جائیگا ۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مقررہ عمر کے سکول جانے والے بچوں کی تعداد کا صرف پچاس فی صد سکولوں میں داخل ہوتا ہے ۔ لیکن اگر ساتویں پنجسالہ منصوبے کے اعداد و شمار (اور ہمارے اعداد و شمار ہر رپورٹ میں مختلف ہوتے ہیں) کو صحیح تسلیم کیا جائے تو ۶۳ ، فی صد بچوں کو سکول میں داخلہ مل رہا ہے ۔ اس منصوبے کے آخر تک یعنی ۹۳-۱۹۹۲ تک توقع ہے کہ یہ تعداد ۹۲،۷ ، فی صد ہو جائے گی ۔ اور اگر ، جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے ، تعلیم بالغاں پہ خرچ ہونے والا سرمایہ بھی پرائمری تعلیم کی طرف منتقل کر دیا جائے تو شائد ہم ۱۰۰ ، فی صد کا ہدف حاصل کر سکیں اگرچہ اس ہدف کے ممکنہ حصول میں خوش فہمی کا عنصر شامل معلوم دیتا ہے ۔ بہر حال جب بھی یہ ممکن ہو سکا ناخواندگی میں اضافہ نہ صرف رک جائے گا بلکہ مسلسل کم ہوتا جائے گا ۔ یہ ہے سمت جس کی جانب چل کے ہمیں روشنی کا سفر اختیار کرنا ہے ۔

قرار داد تعزیت

ہم ممبراتِ مجلس عاملہ اور کارکنان دفتر لجنہ مرکزیہ اپنے دفتر کی انتہائی مخلص محنتی اور جانباز کارکن مکرمہ بشریٰ ناہید صاحبہ کی ناگہانی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہیں ۔

موصوفہ متقی ، پرہیزگار ، فرض شناس اور خوش اخلاق ہونے کے ساتھ بہت سے اوصاف حسنہ سے متصف تھیں ۔ آپ تقریباً ۵ سال لجنہ سے منسلک رہیں ۔ انگلش زبان اور ٹائپنگ پر کافی عبور حاصل تھا ۔ بیرون لجنات کا کام انتہائی تندہی سے سرانجام دیا ۔ اسی طرح تعمیر ہال کے چندہ کا کام بھی آپ ہی کے سپرد تھا آپ نے آخر دم تک انتہائی فرض شناسی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے ۔ آپ کی وفات سے ہمارا دفتر ایک سرگرم رکن سے محروم ہو گیا ہے ۔

موصوفہ نے اپنے پیچھے معمر نانی ، دو بہنیں اور دو بھائی چھوڑے ہیں ۔ ہم ان سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں ۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو ۔ اور ان سب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے اور اللہ تعالیٰ بشریٰ ناہید کے درجات بلند کرے اور اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔

ممبرات مجلس عاملہ مرکزیہ و کارکنان
دفتر لجنہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم ابن نور صاحب ! آپ کا خط بھی ملا اور جسے آپ نے چھوٹی سی یعنی مختصر سی کاوش کہا ہے وہ بھی مل گئی۔ آپ کا مضمون تو اچھا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اعلان کیا تھا خط اور مضمون کے ساتھ مکمل پتہ درج ہونا چاہیئے اور آپ نے تو نہ صرف پتہ درج نہیں کیا بلکہ اپنا نام بھی ہم سے چھپایا ہے۔ "ابن نور" ٹھیک ہے آپ ابن نور ہی لکھیں۔ لیکن پورا نام تو لکھیں اور اس کے ساتھ پتہ بھی پھر اس کے بعد آپ کے مضمون کی اشاعت کی طرف توجہ کی جائے گی۔

مکرم محمد یونس صاحب جاوید حلقہ سنت نگر لاہور — آپ نے اپنے خط میں الفضل کے مطالعے سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں درج کئے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے۔

(۱) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زندگی بخش ارشادات پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ جس سے دل کو ایک خاص سرور اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

(۲) حضور کے خطبات۔ تازہ ارشادات آپ کی مصروفیات۔ علمی مجالس اور جماعتی جلسوں کے خطابات گھر بیٹھے پہنچ جاتے ہیں جن کا شدت سے انتظار ہوتا ہے

(۳) سلسلے کی خبریں۔ اعلانات اور دیگر معلومات پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے جس سے عالمگیر جماعت اور ساری دنیا کے احمدیوں کے حالات کا علم ہوتا رہتا ہے

(۴) عالمگیر جماعت کے اندر محبت۔ اخوت۔ ہمدردی اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) بیماروں۔ حاجتمندوں اور وفات شدگان کے لئے دعا کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

(۶) صدقات و خیرات۔ چندوں اور دیگر نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے۔

(۷) علمی، دینی اور تربیتی مضامین کے مطالعے سے انسان اپنے علم میں اضافہ کر سکتا ہے اور بوقت ضرورت ان مضامین سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(۸) جماعت کے تمام طبقات کے لئے (بچے۔ نوجوان۔ بوڑھے اور خواتین) کے لئے تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۹) دینی اور مذہبی معلومات کے علاوہ اب تو الفضل سائنسی جغرافیائی تاریخی۔ حفظان صحت۔ کھیلوں اور معلومات عامہ کے شعبوں میں بھی مضامین مہیا کرنے لگ گیا ہے۔ جو بچوں اور نوجوانوں کی خاص دلچسپی کا باعث ہیں۔

(۱۰) سب سے نئی بات یہ سامنے آئی ہے کہ قارئین کو الفضل کے لئے لکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ قارئین اپنے خطوط۔ مضامین۔ واقعات بغرض اشاعت الفضل کو بھجوا سکتے ہیں۔ اس سے صحافت کے شعبے میں ترقی ہوگی۔ اور لکھنے پڑھنے کا رجحان بھی بڑھے گا۔

آپ لکھتے ہیں — خاکسار نے مندرجہ بالا دس فوائد الفضل کے مطالعہ کے مرتب کئے ہیں۔

آپ کا بہت بہت شکریہ ! آپ نے بہت اچھا کیا۔ ہم نے بھی یہ فوائد الفضل کی وساطت سے احباب کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔

مکرم نصیر احمد صاحب طارق۔

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو دینی اور دنیاوی ترقیات سے نوازے اور جہاں کہیں بھی آپ ہوں آپ کو خدمات دینیہ کی توفیق دیتا رہے

محترمہ فہمیدہ لطیف صاحبہ لاہور چھاؤنی

آپ کے مکتوب کا شکریہ

آپ نے ہمارے اداریے "زبان و قلم کی شائستگی" کے سلسلے میں جو اشعار بھیجے ہیں وہ ہم یہاں درج کر دیتے ہیں

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق
ہے برا وہی کہ جو تجھ کو برا مانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیوں برا کہنے کا تو اسکے برا مانتا ہے۔

آپ نے تیسرا شعر جو اپنے خط میں درج کیا ہے اس میں کچھ سقم معلوم ہوتا ہے۔ دیوان ذوق اس وقت سامنے نہیں ہے ورنہ وہ دیکھ کر صحیح شعر یہاں درج کر دیا جاتا۔

پہلا مصرعہ اس کا یہ ہے۔

ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو برا

بخدمت جناب نسیم سیفی صاحب

کچھ عرصہ سے آپ کی خدمت میں ربوہ حاضر نہیں ہو سکا۔ مگر اخبار "الفضل" کے ذریعہ روزانہ آپ سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ انسانی حقوق کی دعویدار اس جمہوری حکومت کے دور میں پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں پُرامن اور محبِ وطن احمدیوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں، ننکانہ صاحب کے بعد چک سکندر کے بے بس اور نہتے احمدیوں پر جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں مکانات لوٹے اور جلائے گئے۔ احمدیوں کو مارا گیا، اور بے گھر کر دیا گیا۔ ان واقعات کو سن اور پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے اگرچہ دنیا اور دنیا والوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں، مگر خدا تو دیکھ رہا ہے۔

مجھے یوں لگتا ہے جیسے احمد فراز نے یہ نظم ہمارے بارے میں ہی کہی ہو۔

"تم اپنے عقیدوں کے نیزے
ہر دل میں اتارے جاتے ہو
ہم لوگ محبت والے ہیں
تم خنجر کیوں لہراتے ہو
اس شہر میں نغمے بہنے دو
بستی میں ہمیں بھی رہنے دو
ہم پالنہار ہیں پھولوں کے
ہم خوشبو کے رکھوالے ہیں
تم کس کا لہو پینے آئے
ہم پیار سکھانے والے ہیں
اس شہر میں پھر کیا دیکھو گے
جب حرف یہاں مر جائے گا
جب شہر کھنڈر بن جائے گا؎
پھر کس پر سنگ اٹھاؤ گے
اپنے چہرے آئینوں میں
جب دیکھو گے ڈر جاؤ گے"

آج ۱۴ اگست ہے آپ کو بھی "یوم آزادی" مبارک ہو۔

دعاگو

ناصر احمد خالد لاہور

؎ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کے شہر اور گھر کبھی کھنڈر نہیں ہونگے۔

محترم ! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری باتوں سے تو دوسروں کی دلآزاری ہو اور دوسرے ہمیں بلکہ ہمارے پیش رو کو بھی گالیاں دیں تو اُن کے خیال میں ہماری دلآزاری نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں چپ چاپ اور ٹھنڈے دل سے یہ گالیاں سن لینی چاہئیں۔ ٹھیک ہے ہم یہ گالیاں سنتے ہیں اور صرف چپ ہی نہیں رہتے بلکہ گالیاں دینے والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے۔

"گالیاں سن کر دعا دو پاکے دکھ آرام دو"

میں یہاں فیض احمد فیض کے دو شعر پیش کرنا چاہوں گا۔

ظلم کی چھاؤں میں دم لینے پہ مجبور ہیں ہم
اپنے اجداد کی میراث ہے معذور ہیں ہم
لیکن اب ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں
اک ذرا صبر! کہ فریاد کے دن تھوڑے ہیں

آخر وہ خالق کائنات بھی تو یہ سب کچھ دیکھ ہی رہا ہے کہ کون کیا ہے؟

(ظہور احمد ناصر دارالرحمت وسطی ربوہ)

تنظیم اور اتحاد ہمارے لئے اتنے اہم پہلے نہ تھے جتنے اب ہیں۔ ہم صرف متحد کوشش اور اپنی قسمت پر بھروسہ کر کے ہی اُس پاکستان کو حقیقت بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ جس کا ہم نے خواب دیکھا تھا۔

(قائدِ اعظم کا پیغام ۱۷ اگست ۴۸ء)

اعلیٰ اور معیاری صابن
پری سوپ
تیار کردہ
کریم سوپ فیکٹری
ستیانہ روڈ۔ فیصل آباد

جوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ روپے 15
بڑی شیشی ۶۰ گرام پینتالیس روپے 45
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

امان اللہ امجد ـــــ ربوہ

چوہدری غلام احمد صاحب

میرے تایا جان اور سابق صدر جماعت احمدیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ چوہدری غلام احمد ولد چوہدری کریم بخش صاحب مورخہ ۳ اپریل ۱۹۸۸ء صبح آٹھ بجے بعمر ۶۷ سال ہارٹ اٹیک سے انتقال کر گئے۔ رات کو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ البیت المبارک میں نماز جنازہ چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے نماز فجر کے موقع پر پڑھائی۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے اپنے پیچھے چار لڑکے اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں

آپ نہایت متقی، خدا ترس اور درویش صفت بزرگ تھے۔ آپ ۱۹۲۱ء میں سنور ضلع خانپور ریاست پٹیالہ میں ایک معزز زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ کو دین کی طرف رغبت تھی۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی۔ جہاں آپ کو بیت الذکر احمدیہ میں امام الصلوٰۃ کی حیثیت سے خدمتِ دین کی سعادت حاصل ہوئی جسے آخری سانس تک نہایت عمدگی سے نبھایا۔ آپ کو ہر رنگ میں جماعت کی خدمت کا موقعہ ملا۔ ۱۹۸۶ء میں آپ صدارت کے عہدہ پر فائز ہوئے اور جماعت کو ہر ممکن طور پر فعال بنانے کی کوشش کی۔ آپ کی تمام زندگی اخلاق، اخوت، الفت و محبت، تقویٰ اور انفاق فی سبیل اللہ کا درس دینے میں گذری۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھتے۔ دعوت الی اللہ کا جذبہ آپ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا۔ دنیا اور اس کی لذات سے ہمیشہ آپ نے کنارہ کشی اختیار کی اور خدا تعالیٰ کو اپنا محور بنا لیا۔ حضور کی ہر تحریک پر لبیک کہتے۔ اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی کہ امام جماعت سے ہر حال میں وابستہ رہنا اور خدمت دین کو نعمت خداوندی سمجھ کر ادا کرنا۔ سیکرٹری مال کے طور پر بھی آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بہت عقیدت تھی۔ اکثر آپ کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ تربیت کا خاص خیال رکھتے۔ اور موقع پر ہی نہایت شفقت سے اصلاح کر دیتے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے اور بھرپور تعاون کرتے۔ خدا کے گھر کا اپنے گھر سے زیادہ خیال رکھتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے عہد کیا کہ مرتے دم تک خدا کے گھر کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس وعدہ کو عملی طور پر پورا کر کے دکھایا۔ جماعتی کاموں میں اگر آپ کی تجویز سے کوئی اختلاف کرتا تو فوراً اپنی تجویز واپس لے لیتے۔ نہایت ہی دردمند دل کے مالک تھے۔ اس کے باوجود ہر نازک موقعہ پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ ان کا دل محبت و شفقت کا ایک سمندر تھا جس سے ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ آپ پیکر شفقت تھے۔ گکھڑ کی پوری جماعت کے لئے ایک شفیق باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔ پوری جماعت کو آپ پر فخر تھا۔ آپ کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ آپ خفیہ طور پر مستحقین کی مالی امداد کیا کرتے تھے۔ میری تربیت بھی آپ کرتے تھے۔ اور دینی کاموں میں دلچسپی لینے پر حوصلہ افزائی کرتے۔ جس کی بدولت میرے دل میں جماعت سے اخوت کا اٹوٹ رشتہ قائم ہو گیا۔

آج بھی وہ نیک وجود یاد آتا ہے تو اس کی شفقتیں، محبتیں بھی آنکھوں کے سامنے منڈلانے لگتی ہیں :-

---

ایک خدا اور ایک رسول
جس کی خاطر موت قبول

عشق مسافر دشتِ وفا کے
کانٹے کانٹے دھول ہی دھول

دِل دریا میں ڈوب کے اُبھرے
تیری خوشی میں کیسا ملول

ان کے بس میں آگ انگارے
اپنا گلشن پھول ہی پھول

میرے دِل کی چاہت دیکھو
سات سمندر راہیں طول

رگ رگ تو ہی ریشہ ریشہ
کیسی یادیں، کیسی بھول

حسن محبت چاہنے والو
جان لو پہلے اس کا مول

عشق محبت ساون دھوپ
بن جس جینا عبث فضول

چوہدری اقبال احمد کاہلوں لاہور

اندرون پاکستان
شرح چندہ روزنامہ الفضل

سالانہ	۴۰۰/-
ششماہی	۲۰۰/-
سہ ماہی	۱۰۰/-
خطبہ نمبر سالانہ	۱۰۰/-

بقیہ: خطاب

ظاہر کی۔ اس موقعہ پر ریورنڈ بروئی پریذیڈنٹ میتھوڈسٹ چرچ فجی، ریورنڈ مٹاکا ہیڈ آف دی کیتھولک چرچ فجی پروفیسر ڈینس ین ہندوؤں کے لیڈر اور دیگر کئی ایک معززین شہر نے شمولیت کی حاضرین کی کل تعداد چھ سو تھی۔ پروگرام کے آخر پر تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

بارہ جولائی کو صبح ساڑھے آٹھ بجے آنریبل وزیر تعمیرات اور مواصلات حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ یہ ملاقات تقریباً پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ ٹھیک سوا نو بجے لارڈ میئر سووا سے ملاقات کے لئے روانگی ہوئی۔ جہاں لارڈ میئر ٹی آر آر سیموئیل مٹاوالو سے ان کے چیمبر میں ملاقات ہوئی۔ جناب میئر نے حضور انور کی سووا آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ جناب میئر نے اس موقع پر سٹی کونسل کے بعض ممبران کو خاص طور پر مدعو کیا ہوا تھا۔ اس موقع پر حاضرین کی چائے اور دیگر ماکولات سے تواضع کی گئی۔ جناب میئر نے مختصر سی تقریر میں حضور کو خوش آمدید کہا۔ اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے بھی حاضرین سے خطاب فرمایا۔ میئر نے حضور کو سووا کا سوونیئر پیش کیا۔ اور حضور ایدہ اللہ نے بھی انہیں جوبلی کے علامتی نشان والے ڈیسک سیٹ اور اپنی کتاب "مرڈر ان دی نیم آف اللہ" پیش کی۔

ساڑھے دس بجے احمدیہ مشن ہاؤس سووا کی لائبریری میں محدود مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس میں فجی کے علاوہ طوالو اور کری باتی کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ اس میں جماعت کی ترقی اور اشاعت کے سلسلہ میں مختلف امور زیر غور آئے۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں مختلف ہدایات ارشاد فرمائیں۔ ساڑھے گیارہ بجے اس جگہ پر ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جو ڈیڑھ بجے تک جاری رہی۔ اس میں تین اخبارات کے نمائندے اور ریڈیو فجی کے نمائندہ نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس میں نمائندگان نے حضور انور کے دورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی غرض و غایت، پاکستان میں احمدیوں کے حالات، سلمان رشدی کی دلآزار کتاب پر جماعت احمدیہ کا ردِ عمل مسلمانوں اور جماعت احمدیہ میں فرق، جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کا نظریہ، ختم نبوت، دینِ حق میں عورت کا مقام وغیرہ موضوعات پر متفرق سوالات کیئے۔ انکے حضور انور نے تسلی بخش جوابات ارشاد فرمائے۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے حسب ذیل افراد کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرم شہادت علی خاں صاحب والد مکرم دلدار شاہ صاحب نیشنل قائد فجی

۲۔ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب برادر چوہدری عنائت اللہ صاحب احمدی پاکستان۔

۳۔ مکرمہ نصرت بی بی صاحبہ اہلیہ غلام رسول جسو کی ضلع گجرات۔

۴۔ مکرمہ آصفہ ممتاز صاحبہ اہلیہ میر نصر اللہ صاحب ربوہ

۵۔ مکرم غلام رسول صاحب والد مکرم نصیر احمد شاہد مربی آئیوری کوسٹ

۶۔ مکرم مجیب الرحمٰن پشاور برادر مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب آف لاس اینجلیس امریکہ۔

۷۔ مکرم میاں محمد احمد صاحب ابن مکرم میاں محمد یوسف صاحب

بعد ازاں بیت الذکر میں ایک اجتماعی بیعت ہوئی۔ جس میں چودہ فجین دوستوں نے دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ چار بجے شام دوبارہ مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا۔ جو شام چھ بجے تک جاری رہا۔ نماز مغرب و عشاء سے قبل حضور انور نے لمبا عرصہ جماعت کے احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اور اسکے بعد حضور انور سوائٹ ہوٹل تشریف لے گئے۔ جہاں حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب میں عام گورنمنٹ عہدیداران وزراء صاحبان سفارت کاروں نے شرکت کی۔ جن میں وزیر معدنیات و قدرتی وسائل۔ وزیر ہندوستانی امور وزیر تعمیرات و مواصلات، وزیر توانائی وزیر سیاحت، وزیر اطلاعات وزیر خواتین و سماجی بہبود، وزیر نوجوانان و کھیل، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ اور چین کے سفارتی نمائندے نیز دیگر کئی معززین شامل ہوئے۔

کھانے کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم نصیر احمد صاحب قمر پرائیویٹ سیکرٹری نے کی۔ مکرم بشارت احمد خاں صاحب نے اسکا ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں توحید پر ایمان کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان میں اس وقت تک سچا اور صادق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ توحید کا اسکی عملی زندگی میں اظہار نہ ہو۔ اور وہ مخلوق کے ساتھ محبت اور رشتہ وحدت کے لئے کوشاں نہ ہو۔ اگر ہم خدا کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو ہمیں مخلوق سے بھی محبت کرنا ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعد وزیر معدنیات، قدرتی وسائل مکرم جناب راتو اوجاد و وندرالو نے حاضرین سے خطاب کیا۔ یہ تقریب ساڑھے نو بجے تک جاری رہی۔

۱۳ جولائی کو صبح ساڑھے آٹھ بجے مجلس شوریٰ کا تیسرا اجلاس شروع ہوا جو کہ ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے کیری باتی کے وفد سے ملاقات کی جس میں کیری باتی میں جماعت کی ترقی کے متعلق مختلف امور زیر غور آئے۔ اسکے بعد حضور انور نے سوا کے احباب و خواتین کو شرف ملاقات بخشا۔ قریباً ساڑھے گیارہ بجے یہاں سے مارو کے لئے روانگی ہوئی۔ تمام افراد قافلہ نے اٹلانٹو بیچ پر دوپہر کا کھانا کھایا۔

دو بجے یہاں سے قافلہ لٹوکا کے لئے روانہ ہوا۔ رستہ میں حضور انور مارو میں محمد رفیق خاں اور بعض دیگر وفات یافتہ احمدی احباب کی قبروں پر دعا کے لئے کچھ دیر رکے۔ لٹوکا جاتے ہوئے پہلے حضور ایدہ اللہ نے لٹاچا میں مکرم مبارک احمد خاں صاحب کے مکان پر چند منٹ کے لئے قیام فرمایا۔ جب حضور انور لٹوکا پہنچے تو بیت رضوان کے باہر دورویہ لمبی قطاروں میں احمدیہ سکول کے بچوں اور احباب جماعت نے اھلاً و سھلاً و مرحباً، نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر دینی نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ پانچ بجے بیت رضوان لٹوکا میں حضور ایدہ اللہ نے نماز ظہر و عصر پڑھائیں اس بیت الذکر کا سنگ بنیاد حضور اقدس نے ۱۹۸۳ء میں اپنے دورہ فجی کے دوران رکھا تھا۔

یہ بیت الذکر ایک پہاڑی پر نہایت خوبصورت مقام پر تعمیر شدہ ہے اور دور دور سے نظر آتی ہے۔ نماز کے بعد حضور بیت الذکر کے قریب واقع احمدیہ سکول لٹوکا تشریف لے گئے۔ ہیڈ ماسٹر نے حضور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا۔ اور حضور انور نے سکول کے اساتذہ اور طلباء سے مختصر خطاب فرمایا۔ کہ آپ فجی کے مستقبل ہیں۔ آپ فجی کے وفادار شہری بنیں۔ خدا نے آپ کو بہت خوبصورت اور پر امن ملک دیا ہے۔ اگر آپ متحد رہیں گے اور اپنی اعلیٰ اقدار کی حفاظت کریں گے تو آپ ایک عظیم طاقت میں تبدیل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

حضور انور کے خطاب کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے سکول کے طلباء کی طرف سے ایک تحفہ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اور سکول کے سٹاف کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد حضور انور لٹوکا سیونگ سینٹر تشریف لے گئے۔ جہاں ڈپٹی کمشنر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ لٹوکا سٹی کونسل کے بعض ممبران اور شہر کے معززین بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ اس موقعہ پر حضور انور نے حاضرین سے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ آٹھ بجے حضور انور نے بیت صنامی میں مغرب و عشاء پڑھائیں نماز کے بعد اسی بیت الذکر کے صحن میں ایک ڈنر میں شمولیت فرمائی۔ جس میں کئی ایک معززین علاقہ شامل ہوئے۔ مقامی چیفس، ڈاکٹرز، انجینئرز، بزنس مین، اور کئی دیگر مہمان شامل تھے۔ غیر از جماعت مہمانان کی تعداد تقریباً تین سو تھی۔ تلاوت قرآن کریم کے اور ترجمہ کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ناندی نے ناندی میں حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر کبھی تمام اقوام عالم متحد ہو سکتی ہیں تو ایسی صورت صرف خدا تعالیٰ کی توحید کے تصور کے تابع ممکن ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی محبت ہمارے اعمال میں ظاہر ہونے لگے گی۔ تو ہم یہ طاقت رکھیں گے کہ لوگوں کو متحد کر سکیں"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں امن کے موضوع پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی۔ کہ کس طرح حقیقی امن کا قیام ہو سکتا ہے۔

حضور انور کے خطاب کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو کافی دیر تک جاری رہا۔ بعد ازاں جملہ حاضرین کی کھانے کے ساتھ تواضع کی گئی۔ حضور انور کے خطاب کا حاضرین کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ خطاب کے بعد متعدد افراد نے ملاقات کے دوران اس امر کا اظہار کیا۔ چودہ جولائی کو سوا چھ بجے صبح حضور انور بذریعہ ۲۵ سی پی فجی سے آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور انور کے قیام فجی کے دوران قافلہ کے اعزاز میں انکو پولیس اسکواڈ حاصل رہا۔

دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو (کشتی ص۱۳)

پائیوریا کورس
PYORRHEA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۵۰

سوجن مسوڑہ کورس
SWALLEN GUMS COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

ہلتے دانت کورس
LOOS TEETH COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

دانت خورہ کورس
CARRIES COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۴۵

پائیوریا پاؤڈر (منجن)
PYORRHEA POWDER
دانتوں کی صفائی کیلئے
قیمت S -/۸ ، L -/۱۲

تفصیلی لٹریچر فری طلب کریں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی
گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۱۷۷، کلینک ۴۰۶، رہائش ڈاکٹر ۴۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دورہ مغربی جرمنی ۱۹۸۹ء

مغربی جرمنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس عرفان کا ایک منظر۔

امیر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاوزر اپنے پیارے امام ایدہ اللہ الودود کے ہمراہ۔

مغربی جرمنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ جرمن پارلیمنٹ کے ایک ممبر حضور انور کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

خبریں

• حکومت نے گھریلو صنعتی اور زرعی صارفین کے لئے بجلی کے نرخ بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

• وزیر اعظم مسز بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم بدترین مصائب جھیلنے کے باوجود انتقام نہیں لیں گے۔ انہوں نے یہ بات نیویارک میں ہونے والی پریڈ کے نام ایک پیغام میں کہی۔

• خانیوال ریلوے اسٹیشن پر مسافروں نے زبردست ہنگامہ کر دیا اسٹیشن ماسٹر کے دفتر کو آگ لگا دی اور فرنیچر کو توڑ پھوڑ دیا۔

• وفاقی حکومت نے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے وفاقی وزرائے اعلیٰ سے افتخار گیلانی کی ملاقاتوں کے بعد تاریخ مقرر کی جائے گی۔ بعض وزرائے اعلیٰ یہ اجلاس بلانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

• جماعت اسلامی کے میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ پاکستان میں اوکلے (امریکی سفیر) کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ انہوں نے کہا حالات سخت خراب ہیں ملک چلتا نظر نہیں آتا۔ آخری ذمہ داری فوج پر عائد ہوتی ہے۔

• تحریک استقلال کے سربراہ ائیر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ مڈ ٹرم الیکشن کی تاریخ مقرر کی جائے۔ پیپلز پارٹی کے لئے ایک سال کافی ہے۔

• ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے اپنی کابینہ میں کٹر مذہبی ارکان کو شامل نہ کرنے کے فیصلے کو درست قرار دیا ہے ایرانی کابینہ کی منظوری کے لئے پارلیمنٹ نے بحث شروع کر دی ہے۔

• سابق گورنر پنجاب مسٹر غلام مصطفیٰ کھر اسلام آباد سے واپس لاہور آگئے ہیں۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ وہ چھ ستمبر سے قبل پیپلز پارٹی میں واپس آجائیں گے۔ ان کے بارے میں وزیر اعظم کا رویہ نرم ہے۔

• پی آئی اے کے گمشدہ طیارے کے بارے میں ابھی تک کوئی حتمی پتہ نہیں چل سکا۔ روزانہ اس بارے میں سرگرمی سے تلاش جاری ہے۔ گمشدہ طیارے کے مسافروں کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہوگا۔ سیارے کے ذریعے لاپتہ فوکر کا سراغ لگانے کی کوششیں بھی ناکام ہو گئیں ہیں۔ بارش اور برف باری کے باعث تلاش کا کام صرف محدود علاقے میں جاری ہے۔ تلاش کے تیسرے روز ہیلی کاپٹر کے قریب فوجی اتارنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔

ضرورت انگلش ٹیچر

ناصر فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ربوہ کو ایک محنتی اور تجربہ کار مرد انگلش ٹیچر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب قابلیت دی جائے گی۔ اپنی درخواستیں صدر یا امیر کی تصدیق کے ساتھ حسب ذیل پتہ پر بھجوائیں۔

چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن ربوہ (جھنگ)

تبدیلی نام

میری بیٹی کا نام عطیۃ المنان تھا اب اس کا نام ثمینہ شاکر رکھ دیا ہے۔ آئندہ اس کو نئے نام سے پکارا جائے۔

ساجدہ شاکر مکان ۳/۵ باب الابواب ربوہ (جھنگ)

سرزمین قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۸۴۴، ۹۰۶، ـــ ، ۳۱۰۲۶ ـ

راحت جان تبخیر معدہ کی مجرب دوا قیمت -/۱۴

شربت صدر نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے قیمت -/۸

تریاق معدہ خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج قیمت -/۱۴

تریاق بواسیر بواسیر کا شافی علاج قیمت -/۱۵

روشن کاجل آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے قیمت -/۵

اکسیر پائیوریا خون اور پیپ کو روکتا ہے قیمت -/۱۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ۔ ربوہ پوسٹ بکس نمبر ۶۰ فون نمبر ۶۳۴